السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محفل قراء ت قرآن میں جب قاری صاحب تلاوت کرتے ہیں توسامعین حضرات اونچی آواز سے اللہ اللہ کہہ کرقاری صاحب کو داد دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کی رُو سے اس کی کیا حیثیت ہے اور کہاں تک اس کی گنجائش ہے ؟ (۲) کیا قراء کرام کا اختتام تلاوت پر ''صدق اللہ العظیم ''قسم کے الفاظ کہنا جائز ہے ؟ (۳) اسی طرح جب قاری صاحب آیات عذاب یا آیاتِ انعام تلاوت کرتے ہیں توکیا سامعین اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ اگر دے سکتے ہیں تو سرًا (ہونا چاہیے یا جہراً؟ نیز حالت نماز میں اس کا کیا حکم ہے ؟ (محمداسلم صدیق، لاہور) (۵۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(تلاوت کے دوران اللہ، اللہ کہہ کر داد دینے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ، بلکہ عمل ہذا نص قرآنی وَإِذا قُرِئَ القُرءانُ فَاستَمِعوا لَهُ وَأَنصِتوا لَعَلَّكُم تُرحَمونَ (الاعراف: ۲۰۴

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو معانی ومفاہیم سے ناواقفیت کی بناء پر الفاظِ قرآن سے لذت وسرور حاصل ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کی لطف اندوزی اورقاری کی نغمہ سرائی پر موقوف ہے، اس کی حسین وجمیل آواز پر مرمٹنے والے ہیں اگرچہ اچھی آواز بھی مطلوب امر ہے۔ لیکن امام مناوی فرماتے ہیں کہ قرآنی حروف کی ادائیگی میں ان کی حدود سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ عامة الناس کی دلچسپی کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی سادہ آواز میں قرآن پڑھتا ہے۔ توتلاوت سننے کےلیے تیار نہیں ہوتے بلکہ نفرت کا اظہار کرتے ہیں جب کہ قرآن میں مومنوں کے اوصاف یوں بیان ہوئے ہیں:

إِنَّمَا المُؤمِنونَ الَّذينَ إِذا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَت قُلوبُهُم وَإِذا تُلِيَت عَلَيهِم ءايـٰتُهُ زادَتهُم إيمـٰنًا.. ٢ ... سورة الأنفال

''مومن تووہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے توان کے دل ڈر جاتے ہیں اورجب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں توان کا ایمان اوربڑھ جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

تَقشَعِرُّ مِنهُ جُلودُ الَّذينَ يَخشَونَ رَبَّهُم ثُمَّ تَلينُ جُلودُهُم وَقُلوبُهُم إِلىٰ ذِكرِ اللَّهِ ذٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهدى بِهِ مَن يَشاءُ وَمَن يُضلِلِ اللَّهُ فَما لَهُ مِن هادٍ ٢٣ ... سورة الزمر

''جولوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے تواس (قرآن) سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم (ہوکر) اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اورجس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔''

صحیح حدیث میں موجود ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ پرتلاوتِ قرآن پش کی۔ کہا:

قَالَ أَمسِک۔ فَإِذَا عَینَاہُ تَذرِفَانِ۔ 'صحیح البخاری، باب فَكَيفَ إِذا جِئنا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهيدٍ... الخ، رقم: ۴۵۸۳'

''میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن کرنے یا سننے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اثرات انسان کے دل ودماغ پر ظاہر ہوں نہ کہ اللہ، اللہ، کمان کمان، یا استاذ ھیہ ھیہ کہہ کر خانہ پُری کی جائے اس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔ ((السنن والمبتدعات، ص: ۲۱۹/۲۲۰

(۲) قراء ت کے اختتام پر ''صدق اللہ العظیم ''کہنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ ''صحیح بخاری'' وغیرہ میں حدیث ہے:

(مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنَا ہٰذَا مَا لَیسَ مِنہُ فَہُوَ رَدٌّ' (صحیح البخاری، باب إِذَا اصطَلَحُوا عَلَی صُلحِ جَورٍ فَالصُّلحُ مَردُودٌ، رقم: ۲۶۹۷'

''یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔''

متعدد صحابہ کرام کی تلاوت کے تذکرے احادیث کی کتابوں میں مرقوم ہیں لیکن کسی ایک سے بھی یہ کلمات ثابت نہیں ہوکے۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن میں ہے : قُل صَدَقَ اللَّهُ (آل عمران: ۹۵) توجواب اس کا یہ ہے کہ اللہ کا فرمان اپنی جگہ برحق ہے لیکن اس میں یہ کہاں ہے کہ جب تم تلاوت ختم کرو تو یہ کہو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

(حَسْبُکَ 'صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِءِ لِلْقَارِیِٔ حَسْبُکَ، رقم : ۵۰۵۰')

''تیرے لیے یہ کافی ہے۔''

یہ نہیں فرمایا: 'صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ' اور نہ ابن مسعود نے یہ الفاظ کہے : لہٰذا اس سے بھی احتراز از بس ضروری ہے۔

سامع یا مقتدی کا قاری کی تلاوت میں بعض آیات کا جواب دینا سنت صحیحہ سے ثابت نہیں ہے، ہاں البتہ قاری یا امام کے لیے ثابت ہے۔ (۳)

چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ سے رات کی نماز کی کیفیت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح کرتے اور جب سوال (والی آیت) سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ (والی آیت) سے گزرتے تو پناہ پکڑتے۔

عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نمازِ جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی پڑھنے پر 'سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی' کہا۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی، بَابُ الْوُقُوفِ عِنْدَ آیَۃِ...الخ، رقم: ۳۶۹۴ (۲/۳۱۱)، مصنف عبدالرزاق : ۲/۴۵۱) اس اثر کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح حضرت علی سے بھی اس موقع پر یہی کلمات کہنا بسند حسن ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول فی تخریج و تعلیق صلوٰۃ الرسول ﷺ اس موضوع پر عرصہ قبل ماہ نامہ ''محدث'' میں میرا ایک تفصیلی فتویٰ جواب در جواب کی صورت میں شائع ہو چکا ہے امید ہے کہ اربابِ ذوق کے لیے وہ کافی مفید ہو گا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد : 3، کتاب اللباس : صفحہ : 529

محدث فتویٰ